(۱۵) مؤذن نبوی حضرت بلال رضی اللہ عنہ: قال ابن المنذر: "**و یروی**...... (منهم) **بلال** رضی اللہ عنہ" [**المغنی** ۳۹۴/۱]

{2} تابعین عظام رحمة الله عليهم **کا مذہب**:

تابعین عظامؒ میں سے حضرت سعید بن المسیب، سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، نافع مولی ابن عمر، ابراہیم نخعی، حسن بصری، سلیمان بن مہران الاعمش اور خلاس بن عمرو رحمة الله عليهم جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ [كما سيأتي]

{3} فقہائے امت رحمهم الله **کے فرامین**:

حضرت سفیان ثوری، حسن بن حی، عبداللہ بن المبارک، قاضی ابو یوسف، محمد بن الحسن الشیبانیؒ بھی جرابوں پر مسح کو درست مانتے تھے۔ دیگر فقہاء میں سے امام ابوحنیفہؒ (آخری رجوع کے مطابق موٹی جراب پر)، قاضی ابو یوسفؒ، امام محمدؒ (**الهداية** ص:۳۷، **حاشية الطحاوی** على مراقی الفلاح:۶۹، **البحر الرائق** ۱۶۵/۱، **نورالایضاح**:۵، **شرح معانی الآثار** ۷۱/۱، **فتاوی تاتارخانیۃ** ۲۶۶/۱، **فتح الملهم** بشرح صحيح مسلم ۴۳۳/۱، **بدائع الصنائع** ۸۳/۱، **بذل المجهود**: طهارة، باب المسح على الجوربين، **فقه السنة**: الطهارة، مشروعية المسح على الجوربين، فقره ۲/) **امام مالکؒ** (ایک روایت کے مطابق)، ابن القاسمؒ، ابن عبدالبرؒ (**المدونة** ۴۰/۱، **الكافی** ۱۷۸/۱)، **امام شافعیؒ** (**الأم** ۴/۱، **المجموع** ۲۲۶/۱)، **امام احمدؒ** (**مسائل الامام احمد** ص۱۷، **المغنی** ۳۷۳/۱، **الانصاف** فی معرفة الراجح من الخلاف ۱۷۹/۱، **كشاف القناع** من شرح الاقناع ۱۲۵/۱) **ابوثور خالد بن ابراہیمؒ، اسحاق بن راہویہؒ، داؤد ظاہریؒ اور امام ابن حزم** رحمة الله عليهم **جرابوں پر مسح کے قائل تھے**۔ (**جامع الترمذی**، طهارة، المسح على الجوربين، **مصنف ابن ابی شيبة**، طهارة، المسح على الجوربين، **مصنف عبدالرزاق** طهارة، باب المسح على الجوربين، **المحلیٰ**، كتاب الطهارة ۵۳/۲)

{4} جرابوں کے مسح پر دیگر علماء و محققین کا نقطہ نظر:

درج ذیل فقہاء و علماء اور سکالر جرابوں پر مسح کے قائل تھے: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (**مجموع الفتاوی** ۱۸۳/۲۱ ـ ۲۱۴) ابن القیمؒ (**زاد المعاد**، فی هدیه ﷺ فی المسح على الخفين ۱۹۲/۱)، **الشيخ عبدالعزيز بن بازؒ** (**فتاوی برائے خواتین**، طهارة ص۷۵)، سید سابقؒ (**فقه السنة**، الطهارة، فی مشروعية المسح على الخفين)، **مفتی شام جمیل الشطی** اور علامہ **ناصر الدین البانیؒ** (**المسح على الجوربين** حاشية ۱)، **ابوبکر الجزائری** حفظہ اللہ (**منهاج المسلم** /۱۸۵) اور ڈاکٹر وہبہ زحیلی حفظہ اللہ (**الفقه الاسلامی و أدلته** ۴۹۷/۱)۔

●●●●●

اسلامی زندگی قسط:6

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل ترین طبقہ

☆☆☆ عبدالرحیم روزی ☆☆☆

اخلاق عالیہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مرشد اور آئیڈیل شخصیت رسول اکرم ﷺ کے پرتو تھے۔ وہ آپ ﷺ کو اسوۂ کامل سمجھتے اور حتی المقدور اپنے تئیں آپ کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرتے۔ نومسلم اصحاب مدینہ منورہ آ کر مدت مدید آپ ﷺ کے شب و روز کے اعمال و کردار دیکھتے، جنہیں وہ حرز جان بنالیتے اور اپنی قوم میں واپس جا کر رسول ﷺ کا نمونہ پیش کرتے۔

اکثر و بیشتر صحابہ حلم و حیاء کے پیکر، دشمنان اسلام پر سخت گیر، اپنے مابین مجسمہ شفقت و رحمت، تقویٰ و خشیت الٰہی میں عدیم النظیر تھے۔ خشیت الٰہی ان کے چہروں پر ہویدا تھی۔ حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ نے باہمی اصلاح و مفاہمت کے لئے اپنا خون معاف کردیا۔ (طبقات ابن سعد ۸۶/۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فطرتاً جلالی ہونے کے باوصف ضبط نفس اور بردباری اختیار کرتے، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ شرم و حیا کے پیکر تھے۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے کافر بھائی ابوعزیز کو گرفتار کرنے والے انصاری مجاہد رضی اللہ عنہ کو بھائی کی مشکیں کسنے کا مشورہ دیا۔ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ نے کتنے خطرناک حالات میں بھی عناق نامی عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کی اور اپنا مہم پھر بھی جاری رکھا۔ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ اور غامدیہ عورت رضی اللہ عنہا نے رضا کارانہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اپنے گناہ کبیرہ پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے حکم الٰہی قائم کرنے کا مطالبہ کردیا غامدیہ رضی اللہ عنہا تأخیر دیکھ کر روہانسی ہوگئی۔ اجنبیہ سے بوس و کنار سرزد ہونے والے صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اپنے کیے کی سزا قائم کرنے کی درخواست پیش کردی۔ رضی اللہ عنهم و أرضاهم

یہ انوکھے واقعات کیا ہیں؟! رسول اللہ ﷺ کا اپنا عکس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اتارنے میں کامیاب ہوجانے کی گواہیاں ہیں، جس کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ملا تھا۔ اور آپ ﷺ نے بلا کم و کاست اس فریضے کو ادا کردیا۔ اور دنیا کی مشہور بے راہرو قوم مختصر عرصے میں نہ صرف ناقابل یقین حد تک سدھر گئی بلکہ آنے والی اقوام کے لئے اخلاق و کردار کے گرانمایہ نقوش کا ورثہ چھوڑ گئی اور قیامت تک کے انسانوں میں سے بنی نوع انسان کا سب سے افضل طبقہ قرار پائی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انہی جامع اوصاف کو اللہ تعالیٰ ان کی مدح و ثنا کے ضمن میں بیان فرماتے ہوئے مسلم امت کو ان کے قالب میں ڈھل جانے، ان کے رنگ میں رنگ جانے اور ان عالی اقدار کو اپنانے کی تاکید فرماتا ہے۔

ارشاد باری ہے: ﴿محمد رسول الله والذين معه اشدآء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً

یبتغون فضلاً من الله ورضواناً سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذلک مثلهم فی التوراة ومثلهم فی الانجیل کزرع أخرج شطئه فاٰزره فاستغلظ فاستوىٰ علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعد الله الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحات منهم مغفرة واجرا عظیماً ﴾ (الفتح/۲۹)

مولانا سید مودودیؒ رقمطراز ہیں: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کی پختگی، اصول کی مضبوطی اور ایمانی فراست کی وجہ سے کفار کے مقابلے میں چٹان کی طرح ہیں۔ وہ موم کی ناک اور نرم چارہ نہیں کہ کافر انہیں جدھر چاہیں موڑ دیں اور آسانی سے چبا جائیں۔ انہیں خوف سے دبایا اور ترغیب سے خریدا نہیں جا سکتا۔'' (تفہیم القرآن)

صحابہ کرامؓ زمانہ جنگ اور امن ہر دو حالات میں اسلام دوستی اور کفر دشمنی (الولاء والبراء فی الاسلام) پر پورے پورے عمل پیرا تھے۔ اسلام کے اصول جنگ و صلح کے مطابق کفار کے ساتھ صلح وصفائی، سلم وحرب، آداب معاشرت اور سفارتی تقاضوں سے بھی مکمل واقف اور تمام امور میں قرآن وحدیث کی تعلیمات کے پابند تھے۔

حضرت اسماء ذات النطاقین رضی الله عنہا فرماتی ہیں: (کان اصحاب النبی ﷺ اذا قرئ علیهم القرآن کما نعتهم الله: تدمع أعینهم وتقشعر جلودهم) (القرطبی: الجامع فی احکام القرآن ۱۵/۲۱۷)

اپنوں پر نرم، بیگانوں پر گرم ہونے کی ایک اور قرآنی گواہی سنیے: ﴿یا أیها الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یأتی الله بقوم یحبهم ویحبونه أذلةً علی المؤمنین أعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله و لا یخافون لومة لائم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم ﴾ (المائدة/۵۴)

صحابہ کرامؓ کے اخلاص فی الدین کی ایک اور شہادت: ﴿لا تجد قوماً یؤمنون بالله والیوم الاٰخر یوآدُّون من حآدّ الله ورسوله ولو کانوٓا اٰبآء هم أو ابنآء هم أو اخوانهم او عشیرتهم اولٰٓئک کتب فی قلوبهم الایمان وأیدهم بروح منه ویدخلهم جنات تجری من تحتها الانهار خٰلدین فیها رضی الله عنهم ورضوا عنه اولٰٓئک حزب الله ألآ ان حزب الله هم المفلحون ﴾ (المجادلة/۲۲)

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　　　رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

مداح صحابہ امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالبؓ اپنی خلافت کے پرآشوب دور میں اپنے بھولے بسرے ساتھیوں (صحابہ کرام) کی خشیت الٰہی کو عقیدت بھرے الفاظ میں یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں: "ولقد رأیت أصحاب محمد ﷺ فما أرىٰ منکم أحداً یشبههم...... لقد کانوا یصبحون شعثاً غبراً وقد باتوا سجداً وقیاماً یراوحون بین جباههم وخدودهم ویقفون علی مثل الجمر من ذکر معادهم کأن بین ایدیهم رکب المعزی من طول

سجودھم، اذا ذکر اللہ هملت اعینهم حتی تبل جیوبهم، ومادوا کما یمید الشجر یوم الریح العاصف خوفاً من العقاب ورجاء الثواب." "میں نے محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ دیکھے ہیں مجھے تم میں سے ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جو ان کے مثل ہو، وہ اس عالم میں صبح کرتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے خاک سے اٹے ہوئے ہوتے۔ جبکہ رات وہ سجود وقیام میں کاٹ چکے ہوتے ایسے عالم میں کہ کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے اور کبھی رخسار، اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان بکری کے گھٹنوں جیسے گٹے پڑے ہوئے تھے۔ جب بھی ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر آجاتا تھا' ان کی آنکھیں برس پڑتی تھیں، یہاں تک کہ ان کے گریبانوں کو بھگو دیتی تھیں۔ وہ سزا کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح کانپتے رہتے تھے جس طرح تیز جھکڑ والے دن درخت تھرتھراتے ہیں۔"
(نهج البلاغة خطبة ۹۵، المفید ۔ الارشاد ص: ۱۲۶)

جناب حیدر کرارؓ عموماً اپنے ساتھیوں اور لشکریوں کی نافرمانی اور بہانہ تراشی' اور اہل شام کی اپنے قائد کے ساتھ وفاداری، جنگوں میں پامردی دکھانے اور فرمانبرداری کرنے کے مابین تقابل کرتے۔ اس تفاوت پر آپؓ خوب حسرت کرتے، ملامت کرتے، جھنجوڑتے تاکہ ان کی غیرت کو جوش آجائے۔ پھر مزید مہمیز کرنے کے لئے بھولے بسرے یاروں اور ساتھیوں کے ذکر خیر سے اپنے ضمیر کو تسکین پہنچاتے۔

سیدنا علیؓ کی زبان مبارک پر صحابہ کرامؓ کا ذکر بار بار بے ساختہ آتا تھا۔ جیسے کہ ہر انسان فطرتاً اپنے محبوب اور پسندیدہ بزرگوں اور ساتھیوں کا تذکرہ کرتا ہے اور ان کے اوصاف' عقیدت و محبت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

یہی اوصاف سورۃ الفتح کی آخری آیت میں گزر چکی ہیں۔ واللہ اگر یہ اوصاف صحابہ کرامؓ کے نہ ہوں تو نہیں معلوم پھر کن کے ہو سکتے ہیں!؟ امام مالکؒ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نصاریٰ جب شام کو فتح کرنے والے صحابہ کرامؓ کو دیکھتے تو گویا ہوتے: "واللہ هؤلاء خیر من الحواریین فیما بلغنا" یہ لوگ ہماری معلومات کے مطابق (حضرت عیسیٰؑ کے) حواریوں سے بھی بہت بہتر ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورة الفتح/۲۹)

سید مودودی مرحوم کے مطابق (ذلک مثلهم فی التوراة) پیرایہ کی مراد (استثناء باب ۳۳، فقرہ ۲،۱) ہو سکتا ہے "اور مردِ خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے۔ اور اس نے کہا:" خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔"

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ایک اور موقع پر اپنے ساتھ محبت وعقیدت کا دم بھرنے والے بے وفا ساتھیوں کا جو اس وقت بپا ہونے والی جنگوں میں آپ کا ساتھ نہ دیتے، دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ ہونے سے جی چراتے، ان کے اور صحابہ کرامؓ کے مابین تقابل کرتے

ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف وتوصیف میں جذباتی اور عاطفیت سے سرشار ہوکر اپنے ان لشکریوں اور ہر دم مددگاری کے دعویدار ساتھیوں کواشتعال دلاتے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"ولقد كنا مع رسول الله ﷺ نقتل آباء نا وابناء نا واخواننا وأعمامنا، مايزيدناذلک الا ايماناً وتسليماً، مضيا على اللقم وصبراً على مضض الألم وجداً في جهاد العدوّ، ولقد كان الرجل منا والآخر من عدونا يتصاولان تصاول الفحلين يتخالسانِ أنفسهما أيهما يسقى صاحبه كأس المنون، فمرة لنا ومرة لعدونا منا، فلما رأى الله صدقنا أنزل بعدونا الكبت وأنزل علينا النصر حتى استقر الاسلام ملقياً جرانه ومتبوئا أوطانه، ولعمرى لو كنا نأتى ما أتيتم ما قام للدين عمود ولا اخضر للايمان عود وايم الله لتحتلبنها دما ولتتبعنها ندما." "ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد میں اپنے باپ دادوں، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کوقتل کرتے۔اس سے ہمارا ایمان بڑھتا،اطاعت اور راہ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا۔کرب والم کی سوزشوں پر صبر میں روئیدگی ہوتی اور دشمنوں سے جہاد کی کوششیں بڑھ جاتی تھیں۔ہمارا ایک شخص اور دشمن کا ایک شخص دو بیلوں کی طرح آپس میں بھڑتے اور جان لینے کے لئے ایک دوسرے پر جھپٹ پڑتے تھے، کہ کون اپنے حریف کوموت کا پیالہ پلاتا ہے۔کبھی ہماری جیت ہوتی تھی اور کبھی ہمارے دشمن کی۔جب اللہ تعالیٰ نے ہماری سچائی دیکھ لی،تو اس نے ہمارے دشمنوں کورسوا کیا اور ہماری نصرت وتائید فرمائی۔یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ جم گیا اور اپنی منزل پر براجماں ہوگیا۔اللہ کی قسم!اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے تو کبھی دین کا ستوں گڑتا،نہ ایمان کا تنا برگ وبار لاتا۔اللہ کی قسم!تم اپنے کرتوت کے بدلے میں دودھ کے بجائے خون دوہو گے اور آخر تمہیں ندامت وشرمندگی اٹھانا پڑے گی۔" (نهج البلاغة خطبة ٥٦)

ایک اور موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"واعلموا عباد الله ان المتقين ذهبوا بعاجل الدنيا وآجل الآخرة فشاركوا أهل الدنيا فى دنياهم، ولم يشاركهم أهل الدنيا فى آخرتهم، سكنوا الدنيا بأفضل ماسكنت، وأكلوها بأفضل ما أكلت، فحظوا من الدنيا بما حظى به المترفون، وأخذوا منها ما أخذه الجبابرة المتكبرون، ثم انقلبوا عنها بالزاد المبلغ والمتجر الرابح، أصابوا لذة زهد الدنيا فى دنياهم وتيقنوا أنهم جيران الله غداً فى آخرتهم لا تردّ لهم دعوة ولا ينقص لهم نصيبٌ من لذة." "اللہ کے بندو! جان لوکہ متقین جلد فنا ہونے والی دنیا اور دیرپا آخرت کو لے کر رخصت ہوگئے۔انہوں نے دنیا والوں سے ان کی دنیا میں شراکت اختیار کی، جب کہ دنیا والوں نے ان کی آخرت میں شراکت اختیار نہیں کی۔وہ دنیا میں بہتر طریقے سے ٹھہرے اور کھائے، پس انہوں نے دنیا سے آسودہ حال لوگوں کی طرح حصہ حاصل کیا، مگر دنیا سے آخرت کے لئے کافی زادراہ اور کامیاب تجارت لے کر لوٹے۔دنیا میں زہد وقناعت سے مالا مال ہوئے۔ان کو یقین تھا کہ آخرت میں وہ اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہوں گے۔ان کی کوئی دعا مسترد ہوئی، نہ لذت وسرور کے

حصے میں کمی آئی۔ (نهج البلاغه: ٣٨٣ تحقيق صبحی صالح)

اسد اللہ الغالب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اپنے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار انصار رضی اللہ عنہم کے ساتھ تقابل کرتے ہوئے یوں ثناخواں ہوئے:'' اما بعد! أيها الناس...... فلما آووا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه ونصروا الله ودينه، رمتهم العرب عن قوسٍ واحدة وتحالفت عليهم اليهود وغزتهم اليهود والقبائل قبيلة قبيلة، فتجردوا لنصرة دين الله، وقطعوا مابينهم وبين العرب من الحبائل وما بينهم وبين اليهود من العهود، ونصبوا لأهل نجدٍ وتهامة وأهل مكة واليمامة وأهل الحزن والسهل. وأقاموا قناة الدين، وتصبروا تحت احلاس الجلاد حتى دانت لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم العرب ورأى فيهم قرة العين قبل أن يقبضه الله اليه......'' ''جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے یارانِ وفا رضی اللہ عنہم کو جگہ دی، اللہ تعالی اور اس کے دین کی نصرت کی، تو عربوں نے انہیں ایک ہی تیر سے (متفق و منظم ہوکر) مارا۔ یہودیوں و دیگر قبائل نے ان کے خلاف متحد ہوکر محاذ آرائی کی۔ وہ بھی اللہ کے دین کی نصرت پر کمر بستہ ہوگئے۔ یہود اور اہل عرب کے ساتھ قائم معاہدے توڑ دیے۔ اہالیان نجد، تہامہ، مکہ، یمامہ و دیگر شہری اور دیہاتی لوگوں کی دشمنیاں مول لیں۔ دین کے نیزوں کو سیدھا کیا۔ جلاد کی ٹاٹ تلے صبر کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ تمام عرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نگیں آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں وفات سے قبل آنکھوں کی ٹھنڈک دیکھی۔ اب تم لوگ اس دور کے عربوں سے تعداد میں زیادہ ہو۔''

(الثقفی: الغارات ٢/٤٧٩)

﴿رجالٌ لا تلهيهم تجارةٌ﴾ کی تفسیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف و توصیف ان الفاظ میں فرمائی: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے فکر و دماغ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے مناجات کی ہے۔ اور ان کی عقلوں میں ان سے کلام کیا ہے۔ ان کے دل، آنکھیں اور کان نورِ بیداری اور ہدایت سے منور ہوگئے اور وہ گزشتہ ایام میں اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرتے ہیں۔ اس کے مقام جلالت سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ گویا بیابانوں اور جنگلوں میں ہدایت کے نصب شدہ نشانات ہیں۔ میانہ روی کرنے والوں کا طریقہ پسند کرتے ہیں۔ اور اسے بشارت دیتے ہیں۔ اور جو شخص دائیں بائیں چلتا ہے اس کے راستے کی مذمت کرتے ہیں اور ہلاکت سے ڈراتے ہیں۔ وہ لوگ ظلمات کیلئے چراغ اور شبہات کو دور کرنے والے نشانات تھے، وہ ذکر اللہ والے تھے کہ دنیا کے بدلے اسے لے لیا تھا۔ پس کوئی تجارت اور خرید و فروخت انہیں اس سے غافل نہ کرسکی۔ وہ زندگی کے دن اسی میں کاٹتے تھے اور غافلوں کے کانوں میں اللہ تعالی کے حرام کردہ امور سے متعلق سرزنش کرتے تھے۔ انصاف کا حکم کرتے اور خود بھی عدل برتتے۔ احوال آخرت کا مشاہدہ کرلیا تھا اور وہ اہل برزخ کی اس طویل اقامت کے حالات پر مطلع ہوگئے تھے اور قیامت کا منظر ان کے سامنے تھا اور اس کا پردہ دنیا والوں کے سامنے کھول دیا کہ یہ وہ اشیاء دیکھ رہے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ میں نے ان کو واضح طور پر لوائے ہدایت اور ظلمت کے لئے